© rasailojaraid.com

نقشِ آغاز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جمعیۃ العلماء اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ نے حضرت مولانا عبداللہ صاحب درخواستی مدظلہٗ کی صدارت میں [illegible] فروری ۱۹۶۶ء کے اجلاس منعقدہ لاہور میں عائلی قوانین کی منسوخی کے بارہ میں موجودہ حکومت کی سرد مہری اور مسلمانانِ پاکستان کے مسلسل مطالبوں کو نظر انداز کرنے کے بارہ میں ان الفاظ سے ایک قرارداد منظور کی ہے۔ "جمعیۃ العلماء اسلام پاکستان کا یہ اجلاس انتہائی افسوس کے ساتھ اس حقیقت کا اظہار کرتا ہے۔ کہ موجودہ حکومت نے عائلی قوانین نافذ کرکے قرآن پاک کے احکام کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے کروڑوں مسلمانوں کے جذبات کو ٹھکرایا ہے۔ پھر قومی اسمبلی میں علماء کرام کے مشورہ سے اس میں ترمیم کرنے اور صدارتی انتخاب کے دوران پورے زور سے ان کو بلکہ تمام قوانین کو اسلام کے مطابق بنانے کے وعدے کئے گئے گذشتہ صوبائی اسمبلی نے تقریباً متفقہ طور پر ان قوانین کو منسوخ کرنے کی سفارش کی سنٹرل اسمبلی نے ترمیمات کے لئے سب کمیٹی مقرر کی جس نے ترمیمات کا مسوّدہ بھی تیار کیا۔ اس کے بعد ان کو اسلامی مشاورتی کونسل کے نام ٹالا گیا۔ اب حکومت نے ان پر عملدرآمد کرانے پر زور دیا ہے"

قرارداد میں آگے چل کر خاندانی منصوبہ بندی۔ رقص وسرود۔ عریانی اور بے حیائی کی حوصلہ افزائی اور سرپرستی نیز حج جیسے اسلامی شعار پر پابندی لگا کر مسلمانوں کے جذبات واحساسات کا خون کرنے پر شدید افسوس کا اظہار کیا گیا ہے۔ ملک بھر کے علماء کرام کے اس نمائندہ اجلاس میں اسلامی ریسرچ وتحقیق کے نام پر ڈاکٹر فضل الرحمٰن اور غلام احمد پرویز جیسے الحاد زدہ افراد کی سرپرستی میں اسلام کے قطعی احکام اور نصوص کیساتھ تلاعب وتحریف پر شدید رنج وغصہ کا اظہار کیا گیا ہے۔ اور حکومت کو واضح الفاظ میں کہا گیا ہے۔ کہ پاکستان کی مسلم اکثریت کے جذبات کو اسلام کو بازیچۂ اطفال بنانے والے ان روشن خیال "محققین" کے تحریف اور دست برد سے بچایا جائے۔ اور دیگر تمام مفاسد کی اصلاح کے ساتھ ساتھ عائلی قوانین کو فی الفور منسوخ کر دیا جائے۔

جمعیۃ العلماء اسلام کی یہ قرارداد نہ صرف ملک کے علماء ومشائخ کے جذبات کی مظہر ہے۔ بلکہ اس کی روشنی میں پاکستان کی مسلم قوم کے احساسات اور تقاضوں کی ترجمانی کی گئی ہے۔ جہاں تک عائلی قوانین کا تعلق ہے۔ اس کے نفاذ سے لیکر اب تک چند مغربیت زدہ تجدد یافتہ افراد اور فیشن زدہ خواتین کو چھوڑ کر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ملک کی اکثریت نے مسلسل بلا لحاظ مسلک و فرقہ متفقہ طور پر اپنی ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ ملک کے ان تمام علماء نے جو اپنے رسول کے وارث اور علوم کتاب و سنت کے حامل و محافظ ہیں۔ تحریر و تقریر سے عقلی و نقلی دلائل و براہین کا ہے اس کی ایک ایک شق کو مداخلت فی الدین قرآن کے قطعی نصوص کی تحریف سنت نبوی اور تعامل امت کے لئے ایک چیلنج ہونا ثابت کیا ہے۔ قرآن کریم اور پیغمبر اسلام کے پیش کردہ لائحہ حیات اور نظام تہذیب و تمدن پر ایمان رکھنے والے کسی بھی دینی اور علمی حلقہ میں اس کے بارہ میں دو رائیں نہیں پائی جاتیں یہاں تک کہ اس کے بارہ میں مسلمانوں کے جذبات کی شدت کا احساس خود صدر پاکستان بھی کر چکے ہیں۔ جنہوں نے صدارتی انتخابات کے دوران بارہا بھرے جلسوں میں اس پر نظر ثانی کرنے کا وعدہ فرمایا مگر ہنوز اس وعدہ کے ایفاء سے گریز ہو رہا ہے۔ آخر کب تک ایک اسلامی ملک میں اسلامی رعایا پر ایک ایسی چیز ٹھونسی جائے گی جنہیں نہ ان کا تمدن اور معاشرہ قبول کر سکتا ہے اور نہ ان کی مشرقی روایات اور جس کا نہ قرآن کریم اجازت دیتا ہے۔ اور نہ حدیث رسول اور نہ اس پر ملک کی مادی بقا، ترقی و استحکام اور کسی اہم مسئلہ کا دارومدار ہے۔ سوائے اس کے کہ چند یورپ زدہ خواتین کی دلجوئی ہو، اور انہیں اخلاقی انارکی کی کھلی چھٹی مل جائے۔ اور حقوق نسواں کے نام پر عورتوں کو اسلام کے جائز اور صحیح حقوق سے بھی محروم کر دیا جائے۔ کیا اچھا ہوتا کہ عائلی قوانین کے اجراء و تنفیذ کی یہ کوششیں عورتوں کو صحیح اسلامی حقوق دلوانے اور ملک میں صحیح اسلامی معاشرہ و نظام کی استواری پر صرف ہوتیں اور اسی طرح یہ ملک اس کے خدا کی رحمتوں اور خوشنودیوں سے مالا مال ہو جاتا۔ دوسری طرف ہم اس اخلاقی زوال اور کردار کی تباہی امن و سکون کی بربادی کا نشانہ بھی نہ بنتے جس کا شکار آسمانی تعلیمات سے باغی اور سرکش یورپ ہے کہ ایسے ہی نام نہاد اصلاحی دفعات و قوانین ان کی اخلاقی موت اور خودکشی کا باعث بن رہے ہیں۔ اور جس کی طرف تیزی سے ہمارا معاشرہ رواں دواں ہے۔

جمعیۃ العلماء اسلام کی اس قرارداد کی پُرزور تائید کرتے ہوئے ہم صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صاحب سے ملک و ملت کے نام پر ایک بار پھر یہ التجا کرتے ہیں، کہ وہ اسلام اور پاکستان کی سالمیت و بقا کے نام پر عائلی قوانین پر نظر ثانی کریں۔ اور ان تمام غیر شرعی منصوبوں اور مفسدانہ سرگرمیوں پر پابندی لگا دیں۔ جو نہ صرف انکی عزت و وقار بلکہ ایک اسلامی جمہوریہ کی عظمت و تقدس کیلئے ایک بدنما داغ ہیں۔ مسلمان قوم کی کامیابی و فلاح صرف ان احکام و قوانین پر منحصر ہے جنہیں ان کے خالق خدائے حکیم و علیم نے متعین کیا ہے۔

جمعیۃ العلماء اسلام کے اسی اجلاس میں ناظم عمومی جمعیۃ حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی اور قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے پچھلی جنگ کے دوران جمعیۃ العلماء کی سرگرمیوں پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ علماء کی اس جماعت نے ملک میں حکام سے مکمل تعاون کر کے دفاعی فنڈ کے لئے کروڑوں روپے اکٹھے کرنے میں حصہ لیا علماء نے مقامی طور پر حکومت کے دفاعی فنڈ کیلئے تمام ذرائع اثر و رسوخ استعمال کئے اسی طرح مرکزی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جمیعۃ العلماء نے کئی لاکھ کی خطیر رقم حکومت کو پیش کی جس کا باقاعدہ حساب موجود ہے۔ اس کے علاوہ تقریباً پچاس ہزار کی تعداد میں کپڑے بستر ے اور ضروری اشیاء مہاجرین میں تقسیم کئے گئے اور ملک کے گوشہ گوشہ میں دورے کر کے علماء نے کام کیا۔ یہ ایک جھلک ہے ملک کے اس طبقہ کی صرف ایک جماعت کی جن کو علماء کرام کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جس نے پشاور اور دور دراز سرحدی قبائل سے لیکر مشرقی پاکستان کی دور افتادہ بستیوں تک مسلمانوں کو جہاد جہاد کے نام سے جھنجھوڑا اور محراب اسٹیج ریڈیو سے لیکر خلوت وجلوت، محفل و مجلس تک پوری قوم میں جہاد و سرفروشی کی آگ لگادی۔ خدائے رب العالمین کے وعدہ ہائے فتح ونصرت! [illegible] شکست و بربادی کے یقین سے قوم کے سینوں کو معمور کیا۔ جہاد و شہادت کے فضائل بیان کر کر کے قوم میں والہانہ قربانی اور جانسپاری کے ولولے پیدا کئے اور یہ جو کچھ کیا گیا۔ اپنا [illegible] دینی دنیا کی سعادت جان کر کیا نہ کسی داد و دہش کی امید اور نہ کسی سے تحسین و آفرین کی توقع کہ ان اجری الا علی رب العالمین خواہ اس کا نمونہ "بڈیارہ" کے شہید امام مسجد نے پیش کیا یا ملک کی لاکھوں مساجد کے ائمہ وخطیب حضرات نے منبر و محراب اور اعلاء اسلام کے اونچے اونچے مظہر میناروں سے یا جنگ کے ہر میدان کارزار میں فوجوں کی دینی امامت و رہبری کی شکل میں۔

اسلام و جہاد کے نام پر حاصل کی گئی فتح و کامرانی کے بعد ایک اسلامی جمہوریہ میں دینی قیادت و رہبری رکھنے والے علماء مشائخ کو اس کا کیا صلہ دیا گیا اور کون سا تمغہ ـــــ جہاں تک ہماری معلومات کا تعلق ہے آج تک جہاد کی اس کامیابی و کامرانی کے سلسلہ میں اس طبقہ کی خدمات کا بھولے سے بھی ذکر نہیں کیا گیا۔ اور نہ ان کی بے لوث خدمات جلیلہ کو چند کلمات تحسین سے سراہا گیا۔ کجا یہ کہ مجموعی یا انفرادی طور پر ان حضرات کو کوئی تمغہ یا کریڈٹ دیا گیا ہو۔ جب کہ اس باب میں ارباب اقتدار کی جود و بخشش کا یہ عالم ہے کہ موسیقاروں، گویوں اور گلوکاروں رقص و سرود کرنیوالی کنجریوں اور رقاصوں تک کو صدارتی ایوارڈ دیئے گئے۔ تمغوں اور اعزازات القاب وخطاب سے انہیں نوازا گیا۔ سبحان اللہ کیا عالم ہے داد و دہش کا ـــــ جہاد کی کامیابی و کامرانی اور دشمن اسلام کی سرکوبی کا کریڈٹ فلمی ایکٹرسوں اور قوم کے اخلاق و کردار کے غارتگروں کو دیا جائے۔ اور اگر احساس تک بھی نہ ہو تو قرآن و سنت کے نام پر حاملین کتاب و سنت کی جد و جہد اور قربانیوں کا جن کے قرآن و سنت کے زمزموں اور اسلاف کے مجاہدانہ کارناموں کے ترانوں سے ملک میں جہاد و شہادت کا غلغلہ بلند ہوا ـــــ

ابھی حال ہی میں وزارت نشریات کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ موسیقاروں اور گلوکاروں کو ۱۸ سونے کے تمغے دینے کے لئے مقابلہ کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ نیز ملک کے دونوں حصوں کے فنکاروں کو مزید ۹۹ تمغے دیئے جائیں گے۔ جنہوں نے جنگ کے دوران گیت گائے یا ان کی دھنیں بنائیں۔ طاؤس و رباب کی حوصلہ افزائی کے نام پر سرمستیوں کا یہ عالم ہے کہ دفاع کے نام سے ورائٹی شو ہونے لگے۔ فلمی عورتوں اور مردوں کے کرکٹ میچ کھیلے گئے اور اس سے حاصل شدہ حرام کمائی کو ایک اسلامی ریاست کے دفاعی فنڈ میں جمع کیا گیا۔ یہاں تک کہ

© rasailojaraid.com